عربوں کا تعارف اور ان کی اقسام

محمد شکری آلوسی

عرب ایک ایسی قوم ہے جو دیگر اقوام میں از روئے گویائی، فصاحت، گفتار اور بلاغت بیان مشہور ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں عرب نام دیا گیا ہے عرب کے لفظی معنی ''اظہار و بیان'' کے ہیں چنانچہ جب کوئی شخص اپنے مافی الضمیر کا اظہر کرتا ہے تو کہا جاتا ہے ''اعرف الرجل عما فی ضمیرہ'' فلاں نے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا انہی معنوں میں آنحضرتؐ کا یہ فرمان ہے ''اشیب تعرب عن نفسھا'' ثیبہ اپنے دل کی بات آپ ہی ظاہر کرے گی۔ تمام قوموں میں عربوں کی فصیح البیانی ایک مخصوص علامت ہے کسریٰ نے اپنے سفیر وائسرائے نعمان بن منذر سے کہا تھا عربوں کے بزرگوں اور خطیبوں میں سے اپنی پسند کے کچھ لوگوں کا کسریٰ وفد بھیجے

عرب ایک قدیم قوم ہے یہ قوم طوفان نوح کے بعد اور نوح علیہ الصلوۃ السلام کے زمانہ میں عاد اولیٰ، ثمود، عمالقہ، طسم، جدیس، امیم، جرہم، موت اور سام بن نوحؑ کی اولاد میں سے ہے۔ جنہیں ان سے نسبت ہے جب یہ زمانہ گزر گیا تو یہ قومیں بھی ختم ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انہیں جس طرح چاہا ہلاک کر دیا بعد ازاں عرب قوم ان اقوام کی شکل میں رونما ہوئی جن کے نسب حمیر، کہلان اور تبع کی نسل کے لوگوں کے علاوہ ان عرب مستعربہ سے بھی قریب تھا جو عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام کی اولاد میں سے تھے اور ان کی طرف منسوب تھے۔

پھر اس حالت میں بھی عرصہ دراز بیت گیا مگر چونکہ نوح کی اولاد میں سے شالخ بن عابر کی اولاد اوروں کے مقابلہ میں زیادہ صاحب علم تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان میں سے حضرت ابراہیمؑ بن تارخ کو نبوت کے لئے مخصوص کیا تارخ کا اصل نام آزور بن ناحور بن ساروخ بن ارغو بن فالغ ہے، نمرود کے زمانے میں حضرت ابراہیم کے حجاز کی طرف چلے آنے کا قصہ بھی مشہور ہے آپ کے

بیٹے حضرت اسماعیلؑ اپنی والدہ ہاجرہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی غرض سے حجاز ہی میں رہ گئے تھے اس بیابان سے جرہم قوم کے کچھ لوگوں کا گزر ہوا جن سے ان کا میل جول ہو گیا حضرت اسماعیلؑ نے بنو جرہم ہی کے درمیان پرورش پائی ان ہی کے قبائل میں تربیت حاصل کی اور انہی کی زبان سیکھ لی حالانکہ آپ کے والد عجمی تھے۔

اس کے بعد جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے خانہ کعبہ کی تعمیر عمل میں آئی پھر اللہ تعالیٰ نے بنو جرہم اور عمالقہ کی طرف مبعوث کیا جو ان دنوں حجاز میں آباد تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کے تابع ہو گئے اس کے بعد ان کی نسل بڑھ گئی تا آنکہ آپ اس نسل کے ابوالاعلیٰ بن گئے مثلاً ربیعہ، مضر، ایاد، عکت، نزار اور عدنان میں سے وہ لوگ جو ان کی طرف منسوب ہوتے تھے اور حضرت اسماعیلؑ کی ساری باقی اولاد ان سب کو العرب التابعہ للعرب کہتے تھے۔

پھر عرصہ دراز گزر جانے کے بعد ان لوگوں کی قوت کا خاتمہ ہو گیا اسلام کے آنے سے ان کی سیادت ختم ہو گئی۔ پھر عجمیوں پر غلبہ پانے سے ان کا میل جول عجمیوں سے ہونے لگا اور ایک زمانہ گزر جانے کے بعد ان کی اولاد کی زبان بگڑ گئی ان کے جانشین صرف وہ قبائل رہ گئے جو کبھی چٹیل میدانوں میں، کبھی ریگستانوں میں اور کھلی زمینوں میں بدویانہ زندگی گزارتے تھے اور کبھی آباد جگہوں میں مشرق، مغرب، حجاز، یمن، مصر کے بالائی حصے، نسوبہ، حبشہ، شام، عراق، بحرین فارس، کرمان اور خراساں کے قبائل کے لوگوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ احاطے اور شمار سے باہر ہے ان کی تعداد دنیا بھر کی قوموں سے زیادہ تھی۔ ابن خلدون نے ''کتاب العبر'' میں عرب عوام کو ابتدائے آفرینش سے لے کر اپنے زمانے تک چار طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

اس نے ان تمام قوموں، زمانوں، سلطنتوں اور قبائل کا ذکر کیا ہے۔ جو ان میں سے کسی طبقے سے متعلق تھے۔

پہلا طبقہ ابن خلدون کے مطابق: اس طبقہ کے لوگ عرب عاربہ ہیں۔ اس نے ان کے انساب، اوطان، حکومتوں اور سلطنتوں کا ذکر کیا ہے اس نے اس نسل کا نام ''عرب عاربہ'' اس لئے رکھا کہ یہ لوگ عروبیت میں راسخ تھے جیسا کہ عربی زبان میں ''لیل الیل'' نہایت تاریک رات اور ''صوم صائم'' تاکید کیلئے کہا جاتا ہے۔ یا اس معنی میں کہ یہ عروبیت

کے بنانے والے اور اس کے موجد ہیں کیونکہ یہ سب سے پہلی نسل کے لوگ تھے۔ انہیں بائدہ یعنی ''نابود'' بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ اس نسل کا کوئی فرد روئے زمین پر باقی نہ رہا

دوسرا طبقہ ابن خلدون کے مطابق: دوسرا طبقہ عرب مستعربہ ہیں جو حمیر بن سبا کی اولاد میں تھے ابن خلدون نے ان کے انساب اور یمن میں ان کی حکومتوں اور سلطنتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو خاندان ''تبع'' ان کی اولاد کے زیر نگین تھیں۔ انہیں ''عرب مستعربہ'' اسلیئے کہا گیا کہ جب عربیت کی علامات اور امتیازی نشان پہلے لوگوں سے منتقل ہو کر ان میں آگئیں تو ان میں ''صیر ورت'' کے خاصہ کا اعتبار کیا گیا جس سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں نے وہ صورت اختیار کر لی جو ان سے پہلے ان کے ہم نسب لوگوں نے وہ صورت اختیار کر لی جو ان سے پہلے لوگوں کی نہ تھی۔ یعنی یہ ان لوگوں نے عربی زبان بولنا شروع کر دی لہٰذ مستعربہ کا لفظ باب استفعال میں بمعنیٰ ''صیر ورت'' ہے۔ چنانچہ عربوں کا محاورہ ہے ''استنوق الجمل'' اونٹ ناقہ ''اونٹنی'' بن گیا اور ''استحجر الطین'' ''مٹی حجر'' ''پتھر'' بن گئی۔

چونکہ پہلے طبقہ کے لوگ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ نسلی اعتبار سے قوموں کے قریب ترین تھے لہٰذا اصالۃً عربی زبان انہی کی زبان تھی اور انہی کو عاربہ کہا جاتا تھا۔

تیسرا طبقہ ابن خلدون کے مطابق: اس کے بعد ابن خلدون نے ذکر کیا ہے اور یہ ''العرب التابعة للعرب'' کا مثلاً قضاعہ، قحطان، عدنان اور ان کی دو بڑی شاخیں ربیعہ اور مضر ہیں ابن خلدون نے سب سے پہلے قضاعہ اور ان کے نسبوں کا ذکر کیا ہے۔ نیز ان بدوی حکومتوں کا ذکر کیا ہے جو نعمان کے خاندان میں حیرہ اور عراق میں تھیں اور کندہ بن حجر اکل المرار کے ان بادشاہوں کا ذکر کیا ہے جن سے ان کا ٹکراؤ ہوا۔ اس کے بعد عربوں کی اس بدوی حکومت کا ذکر کیا ہے جو بنی جفنہ کے ہاں شام کے علاقے بمقام بلقا قائم تھی۔ مدینہ میں اوس اور خزرج کی سیادت تھی۔ اس کے بعد عدنان، ان کے انساب اور مکہ میں عمل پیرا قریش کی حکومت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے نبوت کا ذکر کیا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو اور تمام نوع انسان کو شرف بخشا۔ پھر ہجرت اور سیرت نبی اکرم کا ذکر کیا ہے اس طبقہ کو ''العرب التابعۃ للعرب'' کہنے کی وجہ ظاہر ہے

چوتھا طبقہ ابن خلدون کے مطابق :اس کے بعد ابن خلدون نے چوتھے طبقہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ لوگ ''عرب مستعجمہ'' ہیں نیز ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کی المشرق اور المعرب میں بدوی حکومت تھی۔ ان کا یہ نام اسلئے پڑا کہ جس مضری زبان میں قرآن مجید نازل ہوا تھا اور جو ان کے اسلاف کی زبان تھی یہ اس سے ہٹ گئے تھے اور ان کی زبان میں عجمیت آ گئی تھی۔

ابن خلدون نے ان چاروں طبقوں کا بالتفصیل ذکر کیا ہے کیونکہ اس کتاب کا مرکز اور موضوع بحث یہی امر ہے۔ چونکہ یہ کتاب لوگوں میں عام متداول ہے لہٰذا ان تمام زبانوں کا ذکر یہاں کرنا ضروری نہیں۔

لفظ ''عرب'' کا اطلاق کس پر ہوتا ہے؟

دراصل لفظ عرب ایک ایسی قوم کا نام ہے جس میں چند اوصاف جمع ہو گئے ہوں۔ ایک یہ کہ ان کی زبان عربی ہو دوسرے یہ کہ وہ عربوں کی اولاد میں سے ہوں، تیسرا یہ کہ ان کا مسکن عرب کی زمین ہو یعنی جزیرۃ العرب کے رہنے والے ہوں۔ جزیرۃ عرب بحیرہ قلزم سے لیکر بحیرہ بصرہ تک اور یمن میں حجر کی آخری حدود سے لیکر شام کی اولین حدود تک اس طرح کہ یمن کا علاقہ تو اس میں آ جائے مگر شام کا علاقہ شامل نہ ہو۔ عرب لوگ اس علاقہ میں بعثت سے پہلے آباد تھے اور بعثت کے وقت بھی۔ مگر جب اسلام آیا اور ملک فتح ہوئے تو انہوں نے دیگر ممالک میں بھی سکونت اختیار کر لی۔ اسی طرح المشرق کی آخری حدود سے لیکر المغرب کی آخری حدود اور شام کے ساحلی علاقوں اور ارمیبیا تک عرب آباد ہو گئے حالانکہ اصلاً یہ علاقہ ایرانی، رومی اور بربری وغیرہ کی آبادی پر مشتمل تھا۔

پھر یہ علاقے دو قسموں میں منقسم ہو گئے۔ کچھ علاقے ایسے تھے جہاں کے باشندوں کی اکثریت عربی بولتی تھی۔ چنانچہ وہاں کے لوگ عربی زبان کے علاوہ کوئی دوسری زبان جانتے ہی نہیں تھے یا عربی زبان کے ساتھ ساتھ دوسری زبان بھی جانتے تھے مگر ان کی عربی میں غیر عربی محاورہ داخل ہو گیا تھا۔ یہ حالت شام، عراق، مصر اور اندلس وغیرہ کی بیشتر بستیوں کی تھی۔ فارس اور خراسان کے علاقے کا حال بھی مدتوں سے ایسا ہی چلا آ رہا ہے۔ کچھ علاقوں میں عجمی زبان کی کثرت تھی

اور اسی کا غلبہ تھا مثلاً ترکستان، خراسان، آذربائیجان اور ارمینیہ وغیرہ۔ پھر یہ علاقے تین حصوں میں منقسم ہو گئے

اسی طرح ان کے انساب کی بھی تین قسمیں ہیں۔ کچھ وہ لوگ ہیں جو عربی نسل ہیں زبان وسکونت کے اعتبار سے یا دونوں کے اعتبار سے نہیں یا سکونت کے اعتبار سے عربی ہیں مگر زبان کے اعتبار سے نہیں۔ کچھ وہ لوگ ہیں جو عربی نسل سے ہیں بلکہ بنی ہاشم میں سے ہیں مگر ان کی زبان اور سکونت دونوں عربی نہیں یا ان دونوں میں سے صرف ایک بات پائی گئی ہے

کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے اصل کا کچھ پتہ نہیں کہ آیا وہ عربی نسل سے ہیں یا عجمی نسل سے ہیں۔ موجودہ زمانے کے بیشتر لوگوں کا یہی حال ہے۔ خواہ ان کی زبان اور سکونت دونوں عربی ہوں اور خواہ ان دو میں سے صرف ایک بات پائی جاتی ہو۔

اسی طرح زبان کے اعتبار سے بھی یہ لوگ تین قسموں میں بٹ گئے کچھ لوگ تو وہ ہیں جن کے الفاظ اور بول چال کا لہجہ بالکل عربی ہے۔ کچھ وہ ہیں جن کی گفتگو کے الفاظ عربی ہیں مگر لہجہ عربی نہیں۔ یہ وہ معترب لوگ ہیں جنہوں نے عربی زبان شروع میں عربوں سے نہ سیکھی تھی۔ وہ پہلے کسی اور زبان کے عادی تھے۔ مگر بعد میں عربی زبان سیکھ لی۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو بہت ہی کم عربی زبان بولتے ہیں۔

ان آخری دو قسموں میں جن پر عجمی زبان غالب ہے ان میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں دونوں زبانوں پر یکساں عبور حاصل ہوتا ہے خواہ یہ عبور قدرتاً حاصل ہو یا عادتاً۔

عرب اور اعراب کا معنوی فرق :بعض اہل لغت کا خیال ہے کہ یہ دونوں لفظ مترادف ہیں اور ان کے ایک ہی معنی ہیں۔ جوہری کتاب الصحاح میں کہتا ہے۔ عرب قوم سے وہ لوگ مراد ہیں جو شہروں میں رہتے ہوں۔ اس سے اسم نسبت ''عربی'' بنے گا۔ ''اعراب'' کا اسم نسبت ''اعرابی'' ہے مگر عرف عام میں لفظ عرب کا اطلاق سبھی پر ہوتا ہے۔ قاموس اور لغت کی دیگر معتبر کتابوں میں بھی اسی طرح درج ہے۔ ابو العباس احمد بن عبد اللہ جو ابن ابی غدہ کے نام سے مشہور ہیں اپنی کتاب ''نهاية الارب فى معرفة انساب العرب'' میں لکھتے ہیں۔ شہر کے رہنے والوں کے لئے لفظ عرب بولا جاتا ہے اور صحرا کے رہنے والوں کے لئے اعراب بولا جاتا ہے مگر عرف عام میں لفظ عرب کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام ابو العباس بن تیمیہ اپنی کتاب''

الاقتضاء" میں کہتے ہیں اعراب کا لفظ دراصل صحرانشین لوگوں کیلئے بولا جاتا ہے ظاہر ہے کہ ہر قوم میں شہری بھی ہوتے ہیں اور صحرانشین بھی۔۔ چنانچہ عرب کے بادیہ نشینوں کو اعراب کہتے ہیں جیسے روم کے بادیہ نشین ارمن وغیرہ ہیں ایران کے بادیہ نشین کردی وغیرہ اور ترکستان کے تاتاری وغیرہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں اصلی معنی یہی ہیں اگر چہ ان معنوں میں کمی وبیشی ہو جاتی ہے واللہ اعلم۔

اہل تفسیر کہتے ہیں کہ الاعراب جمع کا صیغہ ہے مگر یہ لفظ عرب کی جمع نہیں ہے جیسا کہ سیبویہؒ سے مروی ہے کیونکہ عرب تو مطلق طور پر مشہور ومعروف قوم کا نام ہے۔ رہے اعراب تو وہ صحراء کے رہنے والے ہیں اسلئے اعراب کا اسم نسبت اعرابی آتا ہے۔ مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہے عرب سے شہروں اور بستیوں میں رہنے والے مراد ہیں ان میں سے جو لوگ بادیہ نشین ہیں ان کے موالی ہیں انہیں اعراب کہا جاتا ہے اس قول کے مطابق عرب اور اعراب دو مختلف چیزیں ہیں ان دونوں میں جمع اور واحد کا امتیاز "یا" کے ساتھ ہوتا ہے لہذا واحد کے لئے عربی اور اعرابی کہیں گے اور جمع کیلئے عرب اور اعراب۔ اسی طرح اعاریب کا لفظ بھی جمع کا لفظ ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح ہم مجوسی اور یہودی واحد کے لئے استعمال کرتے ہیں مگر جمع کیلئے یا کو گرادیتے ہیں اور المجوس اور الیہود کہتے ہیں۔ بلغاء کا استعمال مفسرین کے قول کے عین مطابق ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ توبہ میں مدینہ کے منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد، بگر منافقین عرب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

وجاء المعذرون من الاعراب لیؤذن لهم (توبہ۹۰)

بناوٹی عذر پیش کرنے والے بدوی اجازت چاہنے کیلئے آئے۔ ایک اور آیت میں فرمایا۔

وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم سنعذبهم مرتين ثم يردون الىٰ عذاب عظيم (سورۃ توبہ۱۰۰)

جو بدوی تمہارے پاس ہیں ان میں سے بعض لوگ منافق ہیں اور اہل مدینہ میں سے بھی کچھ لوگ اسی قسم کے ہیں یہ سب کے سب منافقت کے عادی ہو چکے ہیں آپ انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں ہم انہیں دگنا عذاب دینگے اور پھر انہیں عذاب عظیم کی طرف لوٹایا جائے گا۔

ایک اور آیت میں فرمایا:

الاعراب اشد کفر او نفاقاو اجدر ان لا یعلموا حدود ما انزل الله على رسوله والله عليم حكيم، ومن الاعراب من يتخذ ما ينفق مغر ما ويتربص بكم الدوائر

علیھم دائرۃ السوء واللہ سمیع علیم ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الاخر ویتخذ ما ینفق قربت عند اللہ وصلوۃ الرسول الا انھا قربۃ لھم سید خلھم اللہ فی رحمتہ ان اللہ غفور رحیم

(سورۃ توبہ ۹۸-۹۶)

بدوی بہت شدید قسم کے کافر اور منافق ہیں اور اس بات کے زیادہ اہل ہیں کہ انہیں ان احکام کی حدود معلوم نہ ہو جو اللہ نے اپنے رسول اپر اتارے۔ اور اللہ جاننے والا اور حکومت والا ہے اور کچھ بدوی ایسے ہیں کہ وہ جو مال خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ تم پر ہر مصیبت نازل ہو انہی پر دوہری مصیبت نازل ہوگی اور اللہ سمیع وعلیم ہے۔ اور کچھ بدوی ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اسے اللہ کا قرب اور رسول کی دعائے خیر سمجھتے ہیں۔ ہاں یقیناً یہ ان کیلئے اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عنقریب اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ اللہ غفور اور رحیم ہے

مورخین اس خیال کے حامی ہیں کہ اعراب عربوں ہی کی ایک قسم ہے۔ چنانچہ ابن خلدون عربوں کی اقوام ان کی اولیت اور طبقات کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے کتاب العبر میں لکھتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ عربوں میں بعض لوگ خانہ بدوش ہیں۔ آب وگیاہ کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ ان کی رہائش کے لئے ان کے خیمے ہوتے ہیں۔ سواری کے لئے گھوڑے اور کسب معاش کیلئے چوپائے چوپاؤں کی دیکھ بھال کرتے ہیں ان کی دودھ سے خوراک حاصل کرتے ہیں۔ ان کے بالوں اور پشم سے سردی سے بچاؤ کا اہتمام کرتے ہیں اور گھر کا سامان بناتے ہیں۔ انہیں کی پیٹھ پر یہ بوجھ لاد کر سفر میں جاتے ہیں۔ وہ بالعموم شکار کے ذریعہ سے روزی حاصل کرتے ہیں۔ وہ ادھر ادھر پھرتے رہتے ہیں۔ کبھی شدت گرما سے بھاگ رہے ہیں۔ کبھی سرما سے کبھی اپنی بھیڑ بکریوں کیلئے چراگاہ تیار کر رہے ہیں اور کبھی اپنے اونٹوں کے مفاد کے خاطر رواں ہیں جو ان کی روزی ہیں۔ جو ان کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ انہیں سردی سے بچاتے ہیں اور دیگر کئی فوائد کے بھی کفیل ہیں یہی وجہ ہے اقلیم ثالث کی سکونت ان کے لئے مخصوص ہے جو مغرب میں بحر محیط سے لیکر یمن کی آخری حد تک اور مشرق میں ہندوستان کی حد تک پھیلی ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ یمن حجاز، نجد، تہامہ اور ان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی آباد ہو گئے۔ مثلاً، مصر، صحرائے برقہ اور اس کے ٹیلے قسطنطنیہ، افریقہ، زاغا، مغرب بعید اور سوس۔ اس لئے کہ ان علاقوں میں خاص طور پر ریگستان

اور ایسے چٹیل میدان پائے جاتے ہیں جن کے گرد ہرے بھرے کھیت اور ٹیلے واقع ہیں۔ یہ ٹیلے اور شاداب علاقے جہاں دیگر اقوام بھی آباد ہیں موسم بہار اور زمین کے بارونق زمانے میں یوں ہوتے ہیں کہ وہاں کے اقطاع چراگاہیں بنا جاتے ہیں۔ جن کے اطراف میں موسم گرما تک ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا سلسلہ جاری رہتا ہے تاکہ وہاں کے غلے سے سال بھر کی خوراک حاصل کی جا سکے۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ یہاں کی آبادی کو خانہ بدوشوں کی آمدورفت کے زمانے میں ان کی طرف سے بہت تکلیف پہنچتی تھی جس کی وجہ یہ ہوتی تھی یہ قافلے فساد برپا کرتے کبھی ہرے بھرے کھیتوں کو چر جاتے اور کبھی ان کھیتوں کو خواہ وہ کھڑے ہوتے خواہ کٹے ہوتے، لوٹ لیتے ماسوا ان کھیتوں کے جن کی حفاظت حکومت خود کرتی یا جن علاقوں میں شاہی اقتدار کی وجہ سے حفاظتی دستے بچاؤ کرتے۔ پھر یہ لوگ موسم خزاں میں چٹیل میدانوں میں اتر آتے تاکہ ان کے جانور وہاں کے درختوں کو چر سکیں اور ان کے اونٹ وہاں کی ریتیلی زمینوں میں بچے پیدا کر سکیں۔ اس عمل میں ان کی کئی اور مصلحتیں بھی مضمر ہوتی ہیں اور یہ مع اہل وعیال سردی کی اذیت سے بھاگ کر جانوروں کی گرمائش کی پناہ میں آجاتے ہیں۔ بہرحال ہر سال اقلیم ثالث اور چہارم کے درمیان صحرا اور شاداب سرزمین کے درمیان ان کی آمدورفت جاری رہتی۔ موسم کے ردوبدل کے ساتھ ساتھ یہ بھی کبھی اوپر چلے جاتے اور کبھی نیچے اتر آتے ان کی امتیازی علامت یہ ہوتی کہ یہ بالعموم سلے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔ سروں پر پگڑیاں تاج کے طور پر ہوتیں جن کی ایک طرف شملہ چھوڑ رکھا ہوتا۔ ان میں سے بعض اس شملے کے ایک حصے سے منڈاسا باندھ لیتے ہیں اور یہ مشرق کے عربوں کا عام طریقہ ہے کچھ لوگ پگڑی باندھنے سے پہلے اس کے کچھ حصے سے گردن اور گردن کی رگوں کو لپیٹ لیتے ہیں پھر جو کپڑا تھوڑیوں کے نیچے بچا رہتا ہے اس سے منڈاسا باندھ لیتے ہیں۔ یہ مغرب کے عربوں کا عام طریقہ ہے یہ لوگ بربر قوم کے ان زمانہ کے لوگوں کی نقل اتارتے ہیں جو ان سے پہلے وہاں آباد تھے۔ اسی طرح انہوں نے ان سے ہتھیار باندھنے کے معاملہ میں خطی نیزوں کو رکاب اور ان کے درمیان رکھنا سیکھا اور کمانوں کو کندھوں پر رکھنا چھوڑ دیا حالانکہ ان سے پہلے لوگوں کے ہاں بھی اور اس زمانے کے مشرقی عربوں کے ہاں بھی ان دونوں طریقوں کا استعمال رائج تھا۔ آج یہ عرب قوم کہلاتے ہیں۔